قرآن مجید کے بیان کردہ مصارف زکوٰۃ کون کون سے ہیں زکوٰۃ کے سماجی اثرات بیان کرتے ہوئے واضح کریں کہ اسکی تقسیم سے کیسے غربت کو کم کیا جا سکتا ہے۔

یا

اسلام کے نظام زکوٰۃ اور اسکے روحانی، اخلاقی اور معاشرتی اثرات پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیں۔

زکوٰۃ:

① تعارف:

زکوٰۃ اسلام کا چھٹا رکن ہے جو 2 ہجری میں فرض ہوا۔ زکوٰۃ ہر صاحب استطاعت آدمی پر فرض ہے۔ ہر صاحب استطاعت آدمی قمری سال کے آخر میں اپنی تمام دولت کا حساب لگاتا ہے اور اس سے 2.5% زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔

ترجمہ

"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو"

(البقرۃ: ۱۱۰)

زکوٰۃ کے بارے میں قرآن میں اور بھی آیات آئی ہیں جس سے زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ قرآن میں اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں سے زکوٰۃ لینے کا حکم دیا ہے۔

ترجمہ

"اے نبی! ان کے اموال میں سے صدقہ لے کر انہیں پاک کرو (نیکی کی راہ میں) انہیں بڑھاؤ، اور ان کے حق میں دعائے رحمت کرو"

(التوبہ: ۱۰۳)

حدیث میں بھی زکوٰۃ ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے لیے درد ناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ زکوٰۃ مالی عبادت ہے جو مسلمان اپنی حلال کمائی میں سے اللہ کے حکم کے تحت ادا کرتا ہے۔

② زکوٰۃ کے لفظی معنی:

زکوٰۃ کے لفظی معنی ہیں "پاک کرنا"، "صاف کرنا" اور "افزائش"۔

③ زکوٰۃ کے اصطلاحی معنی:

دینی اصطلاح میں زکوٰۃ سے مراد مال و دولت کی اللہ کی راہ میں صفائی ہے۔ یعنی مقررہ حد سے زیادہ مال رکھنے

والے ایک مقررہ حد اللہ کی راہ میں مقررہ مصارف کو دیتے ہیں۔ یعنی مال کو صاف کرتے ہیں۔

(5) زکوٰۃ کے شرائط:

1- زکوٰۃ دینے والا مسلمان ہونا چاہیے۔
2- زکوٰۃ دینے والا بالغ ہونا چاہیے۔
3- زکوٰۃ دینے والا عقل و شعور رکھتا ہو۔
4- زکوٰۃ دینے والا آزاد ہو۔
5- صاحب نصاب / استطاعت ہو۔
6- گھریلو ضروریات کو پورا کرے۔
7- اس کے ذمہ جو قرض / واجبات ہیں انہیں ادا کرے۔
8- مال پر پورا سال گزر گیا ہو۔

(شرائط سے پہلے) —

(6) احادیث میں زکوٰۃ کی اہمیت:

زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے ایک ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت کی تاکید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور جو ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں ان کے لیے ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہے، انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

سورۃ البقرہ (2:277)

یہ آیت زکوٰۃ کو ایمان اور نیک عمل کے حصے کے طور پر بیان کرتی ہے اور اس کے نتیجے میں جزا اور سکون کا وعدہ کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے: *اللہ کے سوا کسی کی

واللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

اس حدیث سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ جو صاحب استطاعت مسلمان پر فرض کی گئی ہے۔ حضور ﷺ زکوٰۃ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

Scanned with CamScanner

جب لوگوں نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو لوگوں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔

(6) زکوٰۃ کا نصاب اور شرح

(1) دولت — 2.5% — سالانہ

(2) قیمتی دھات یا کرنسی — سونا (7.5) ساڑھے سات تولے (نصاب)
اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون (52.5) تولے — سالانہ

ان پر شرح زکوٰۃ 2½ فیصد ہے۔

(3) زرعی پیداوار — بارانی زمین پر 10% عشر (ہر فصل پر)
آبپاشی زمین 5%

(4) مال مویشی — مال مویشی: (سالانہ)
5 اونٹ ← 1 بکری
30 گائے ← 1 بکری / 1 بچھڑا
40 بکریاں ← 1 بکری

مصارف زکوٰۃ

(class reading)

مصارف زکوٰۃ سے مراد وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہوتے ہیں۔ قرآن پاک میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان کیے گئے ہیں۔

"سوائے اس کے نہیں کہ یہ صدقات تو فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو زکوٰۃ کے کام پر مامور ہیں۔ اور ان کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو۔ نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرضداروں کی مدد کرنے اور راہ خدا میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لیے ہیں۔ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے۔"
(التوبہ 60)

اس آیت میں درج ذیل آٹھ مصارف بیان کیے گئے ہیں۔

1. فقراء

اس سے مراد ایسے لوگ جو کسی ایسی ضرورت سے دوچار ہو جس کو پورا کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

2- مساکین:

مساکین اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو کام کرنے سے معذور ہو لیکن عزت نفس، عزت نفس کا خیال اسے دوسروں کے سامنے مانگنے سے باز رکھے۔

3- عاملین:

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ کی وصولی، اس کا حساب کتاب اور تقسیم وغیرہ کے امور سر انجام دیں۔ ان کی تنخواہیں زکوٰۃ سے ادا کی جاتی ہے۔

4- مؤلفۃ القلوب:

ان سے مراد وہ لوگ تھے جو ایمان لائے تھے۔ یعنی نو مسلم کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے خواہ وہ امیر ہو یا غریب ہو۔

5- غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے:

غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

6- غارمین:

ایسے لوگ جو تاوان یا قرضہ ادا کرنے سے قاصر ہو۔

7- فی سبیل اللہ:

ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دینا جو اللہ کی راہ میں مصروف ہیں اور انہیں کمانے کی فرصت نہیں۔ جیسے مجاہدین، مبلغ وغیرہ۔

8- ابن السبیل:

اس سے مراد ایسے مسافر ہے۔

زکوٰۃ غربت کو کیسے ختم کرتا ہے؟ (7)
یا
زکوٰۃ کے معاشی فوائد:

زکوٰۃ اسلام کا ایک مقدس رکن ہے جس سے غربت کے خاتمے کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سے معاشی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ زکوٰۃ کے

Scanned with CamScanner

معاشی فوائد مندرجہ ذیل ہیں:

1- زکوٰۃ سے بنیادی ضروریات پوری ہوتی ہیں:

زکوٰۃ کی مصارف تک صحیح ادائیگی سے مستحقین کی بنیادی ضروریات سے کپڑا، کھانا، مکان، تعلیم اور علاج وغیرہ پوری ہوتی ہے زکوٰۃ کی ادائیگی کی وجہ سے ایک اسلامی ریاست کو فلاحی ریاست کہا جا سکتا ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ فلاحی ریاست کی قیام میں مدد کرتا ہے۔

2- زکوٰۃ سے معاشی تحفظ حاصل ہوتا ہے:

زکوٰۃ سے بے سہارا، معذور، مقروض اور محتاج لوگوں کو یہ احساس حاصل ہوتا ہے کہ ان کو معاشی لحاظ سے مدد ملے گی اور وہ اپنی ضروریات بغیر کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے پوری کر سکیں گے۔ اور اپنے زیر کفالت افراد کو پال سکیں گے اور بے چارگی کی حالت سے دوچار نہیں ہوں گے۔

3- طبقاتی نظام کا خاتمہ:

جب دولت امیر طبقے سے غریب طبقے کی جانب نہیں منتقل ہوتا اور امیر طبقہ اپنی دولت بڑھاتا چلا جاتا ہے تو اس سے غریب طبقہ غریب تر ہو جاتا ہے۔ لیکن زکوٰۃ کے نظام کی وجہ سے دولت غریب طبقے تک منتقل ہوتی رہتی ہے جس کی وجہ سے طبقاتی نظام مستقل طور پر قائم نہیں رہتا۔ "تاکہ وہ (مال) تمہارے مالداروں کے درمیان ہی گردش کرتا نہ رہے"

4- دولت کی ذخیرہ اندوزی کی سرکوبی اور سرمایہ کاری میں اضافہ:

کسی بھی معیشت کا ایک بڑا مسئلہ دولت کی ذخیرہ اندوزی ہوتی ہے۔ دولت کی ذخیرہ اندوزی سے بہت سے معاشی مسائل جنم لیتے ہیں۔ جیسے کہ غربت، طبقاتی نظام، سود میں اضافہ وغیرہ۔ زکوٰۃ کے نظام سے دولت کی ذخیرہ اندوزی ختم ہو جاتی ہے اور لوگ اپنی دولت کاروبار میں لگاتے ہیں تاکہ زکوٰۃ سے پیدا ہونے والی

کمی دور پورا کرتے ہیں۔ جس سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور معاشی ترقی رونما ہوتی ہے۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے بارے میں وعید:

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے بارے میں سخت عذاب کی وعید بیان کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسکو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی بشارت دیجیئے۔

(B- معاشرتی یا سماجی فوائد: یا اثرات

1- مساوات کی ترویج:

زکوٰۃ امیر اور غریب کے درمیان معاشی فرق کو ختم کر دیتا ہے۔ جس سے معاشرے میں مساوات کو فروغ ملتا ہے اس سے یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ معاشرتی ذمہ داری ہر فرد پر فرض ہے، چاہے وہ کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتا ہو۔

2- امن و سکون:

زکوٰۃ کا نظام نہ ہونے کی صورت دولت مالدار طبقے کے پاس جمع رہتا اور غریب طبقہ مشکلات میں زندگی بسر کرتا ہے۔ اس صورت میں دونوں طبقوں میں حسد اور حقارت کا رشتہ قائم ہوتا ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں امن و سکون کا خاتمہ ہو جاتا ہے لیکن زکوٰۃ کی صورت میں تعاون، محبت اور بھائی چارے کی فضاء قائم ہوتی ہے ان طبقات کے بیچ۔

3- معاشرتی ہم آہنگی:

زکوٰۃ کا عمل معاشرتی ہم آہنگی کو بڑھانے میں مدد کرتا ہے جب امیر غریبوں کی مدد کرتے ہیں تو غریب اپنے معاشی مسائل سے باہر نکل کر بہتر زندگی گزارنے کے قابل ہو جاتے ہیں جس سے ان کے معاشرتی

Scanned with CamScanner

تعلقات مضبوط ہو جاتے ہیں اور آپس میں ہم آہنگی بڑھتی ہے اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ جس سے اجتماعی ہمدردی، بھائی چارے اور تعاون کی فضا قائم ہوتی ہے۔

۴- غربت کا خاتمہ

زکوۃ سے غربت کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ ہر کسی کو کم از کم زندگی کی تمام بنیادی ضروریات کی رسائی حاصل ہو جاتی ہے اور وہ غربت میں زندگی گزارنے سے بچ جاتا ہے۔ اور باعزت زندگی گزارتا ہے۔

۵- کامل اسلامی معاشرے کا قیام:

زکوۃ کا نظام ایک کامل اسلامی معاشرے کو قائم کرتا ہے جس سے اس میں مساوات، بھائی چارہ، تعاون، اخوت اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کو فروغ دیتا ہے۔ زکوۃ معاشی، اخلاقی اور سماجی انصاف کی (مضبوط) بنیاد فراہم کرتی ہے۔ زکوۃ کا مقصد صرف فرد کی مالی حالت بہتر کرنا نہیں بلکہ پورے معاشرتی ڈھانچے میں فلاح و بہبود برابری اور امن قائم کر دینا ہے۔

اخلاقی اثرات:

۱- جرائم کے خلاف ڈھال

۲- عاجزی و انکساری

۳- انسانیت کا جذبہ:

• انسان دوسروں کا خیال کرنے والا بن جاتا ہے۔

خلاصہ:

زکوۃ اسلامی نظام کا بنیادی ستون ہے۔ اسکے ذریعے نہ صرف مال کی صفائی ہوتی ہے بلکہ روحانی طور پر بھی انسان کی نشوونما ہوتی ہے۔ اسکے ساتھ مستحقین کی مالی مدد کی جاتی ہے جس سے انکی بنیادی ضروریات پوری ہوتی ہیں اور مختلف طبقات کے اندر برابری

Scanned with CamScanner

اور یگانگت بڑھتی ہے۔ اور خوشحالی اور امن قائم ہوتا ہے۔ زکوۃ ادا کرنا فرض ہے اور اسکا ادا نہ کرنے والوں کیلئے قرآن میں سخت عذاب کی وعید آئی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی زکوۃ ادا کرنے پر زور دیا۔ حضورؐ کا ارشاد مبارک ہے:

جب تو نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کر دی تو تو نے اپنا فرض پورا کر دیا۔

اس حدیث میں بھی حضورؐ نے زکوۃ کی اہمیت پر زور دیا اور زکوۃ کو فرض قرار دیا ہے۔

(4)

پیغمبر اقدس ﷺ کی حیات طیبہ جنگی حکمت عملی کے لئے نمونہ ہے، وضاحت کریں۔
یا حضور ﷺ کی سیرت بطور سپہ سالار بیان کیجئے۔
یا
سیرت طیبہ محمد ﷺ کی روشنی میں عظیم سپہ سالار کی خوبیاں لکھیے۔

(13)

ج) سپہ سالاروں کے لیے نمونہ
(جنگی حکمت عملی)

تعارف: حضور ﷺ نے دو نئے تصورات متعارف کروائیں:

1) جہاد فی سبیل اللہ:

جہاد فی سبیل اللہ کے معنی ہے اللہ کی خاطر جنگ کر لڑنا۔ جنگ دنیاوی غرض سے ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہم جنگ نہیں بلکہ میدان جنگ میں اللہ کے دین کے لیے لڑا کرتے ہیں اپنے کسی غرض کے لئے نہیں۔

"وہ جو لڑے اس لیے کہ اللہ کا دین بلند ہو وہ جہاد ہے۔" (مسلم)

جہاد علم کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے اور میدان جنگ میں اللہ کے لیے لڑنے سے بھی۔

ایک آدمی نے رسول ﷺ سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے کے بارے میں سوال کیا۔ وہ شخص جو غصہ یا خاندانی غرور کی وجہ سے لڑتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا سر اسکی طرف اٹھایا۔ آپ ﷺ نے ایسا اس لیے کیا کہ وہ شخص کھڑا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔
کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر جنگ میں تھوک دیا آپ رضی اللہ عنہ فوراً رک گئے تو اس نے وجہ پوچھی جس پر علی رضی اللہ عنہ نے کہا ...

2) اس بات پر زور دیا کہ جنگ میں فتح اللہ ﷻ کی طرف سے ہو گی:

تمام ساری غزوات میں مسلمانوں کے پاس لشکر اور ساز و سامان اسلحہ کفار کے مقابلے میں بہت کم ہوتا تھا لیکن حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس بات پر ایمان تھا جنگ میں فتح اللہ ﷻ کی طرف سے ہو گی نہ کہ لشکر اور جنگی ہتھیاروں سے۔
غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد (313) قریش مکہ (2 ہجری) کے مقابلہ میں بہت کم تھی لیکن آپ ﷺ اللہ ﷻ سے دعا فرماتے رہیں کہ اللہ ﷻ مسلمانوں کو کامیابی دے۔ آپ ﷺ نے اللہ سے یہ دعا فرمائی:

"اے تمام جہانوں کے معبود! مجھے وہ مدد عطا فرما جس کا تم نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ اگر آج تیرے یہ مٹھی بھر ..."

پھر بندے وہاں سے لڑے، پھر قیامت تک تیری عبادت کرنے والا تیرا نام لینے والا کوئی نہ رہے گا"
اسی طرح مسلمانوں کی تعداد کم تھی لیکن اللہ کی مدد پر یقین ہونے کی وجہ سے وہ بہادری سے لڑے اور انہیں فتح نصیب ہوئی۔

پہلو:

1) ہر جنگ سے پہلے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کرتے تھے

حضرت محمد ﷺ اللہ کے نبی ہونے کے باوجود بھی جنگ سے پہلے صحابہ رض کی رائے لیتے اور ایک طرف فیصلے پیش کرتے تھے۔ جنگ بدر میں آپ ﷺ نے کئی بار مہاجرین اور انصار مدینہ سے مشاورت کی۔ جب آپ ﷺ کو قریش مکہ کا لشکر مدینہ روانہ ہونے کی طرف کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے صحابہ رض کو جمع کر کے صورت حال سے آگاہ فرمایا۔ اور مشاورت کی کہ ہم لڑیں یا نہیں۔ اسی طرح جنگی قیدیوں کے بارے میں بھی مشاورت ہوئی کہ ان کا کیا کیا جائے۔ غزوہ احد میں بھی آپ ﷺ نے صحابہ اکرام رض کی رائے مانی اور مدینہ سے باہر جا کر لڑنا طے پایا۔ بالکل اسی طرح غزوہ خندق میں کفار کے اتنے بڑے لشکر سے بچنے کے لیے آپ ﷺ نے سلمان فارسی رض کا مشورہ مانتے ہوئے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ یعنی آپ ﷺ نبی تھے لیکن اس کے باوجود مشاورت کرتے تھے۔

2) جاسوسی اور خفیہ سرگرمیاں #183

حضور ﷺ نے جاسوسی کو جنگ کے دوران بہت استعمال کیا۔ آپ ﷺ خود بھی اس کا حصہ رہے۔ حضور ﷺ نے غزوہ بدر سے پہلے قریش کے لشکر کے بارے میں جاسوسی کی اور ایک بوڑھے شخص سے ملے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ رض کو غزوہ خندق کے دوران جاسوس بنا کر بھیجا۔ (وہاں ابو سفیان نے اپنے لشکر سے کہا کہ ہر ایک ساتھ والے سے پوچھو کہیں یہاں محمد ﷺ کا کوئی جاسوس تو نہیں۔ تو آپ رض نے عقل مندی سے کام لیا اور فوراً ایک ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ بتاؤ کون ہو تم۔ تو اس طرح ان کے ہاتھوں پکڑے جانے سے بچ گئے۔

secret keeper protect (S.A.W)

#183

3) انتہائی راز داری سے کام لیتے تھے:

آپ ﷺ جنگ کے موقعوں پہ انتہائی راز داری سے کام لیتے تھے۔ جب کہیں پیغام بھجوانا ہوتا تھا تو آپ ﷺ جانے والوں کو ہدایت پکڑا دیتے تھے اور فرماتے کہ دور جا کر راستے میں کھول کر پڑھنا۔ اور روانہ ہوتے وقت جس راستے سے جانا ہوتا اسکا صرف آپ ﷺ کے نزدیک ترین ساتھیوں کو علم ہوتا تھا۔ جب آپ ﷺ فتح مکہ کے لیے روانہ ہوئے مدینہ سے تو آخر تک قریش مکہ کو اسکی خبر نہ ہو سکی۔

4) قابلیت کے مطابق عہدے دیتے تھے

آپ ﷺ نے ہمیشہ ایسے سپہ سالار منتخب کیے جو جنگی فن میں مہارت رکھتے تھے۔ اگرچہ انھوں نے بعد میں ہی اسلام کو قبول کیوں نہ کیا ہو۔ آپ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید کو ایک انتہائی اہم غزوہ میں سپہ سالار بنایا تھا کہ ان کی عمر 18 سال کی تھی۔ جبکہ صحابہ کی فوج میں کئی زیرک تجربہ کار لوگ تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی اپنے ان ساتھیوں کو جو آپ ﷺ پہ شروع سے ایمان لائے تھے، ان کو لڑائی کے عہدے نہیں دیئے۔ بلکہ ان کی اہلیت کو مدنظر رکھا۔

5) اس حقیقت کو مانتے تھے کہ جنگ میں چال بازی (حکمت عملی) جائز ہے

حضور ﷺ جنگ میں چال بازی کو جائز سمجھتے تھے۔ غزوہ احزاب میں اس طرح ایک جنگی چال بازی مسلمانوں کے بڑے کام آئی۔ جب قبیلہ غطفان کے ایک سردار نعیم بن مسعود الشجعی ایک سیاسی حکمت عملی سے کام لیا۔ اور ایک طرف بنو قریظہ کے پاس جا کر کہا کہ بنو غطفان واپس جانے کا سوچ رہے ہیں تمہیں ان کا ساتھ دینے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اگر وہ لوگ محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے تو تم مسلمانوں کے رحم و کرم پر ہوگے سوچ لو کہ لوگ بطور یرغمال تمہارے پاس کچھ نہ چھوڑیں تم لڑائی میں ان کا ساتھ نہ دو۔ اور دوسری طرف وہ بنو غطفان اور قریش کے پاس گئے کہ بنو قریظہ کو تم پر اعتبار نہیں وہ تم سے کچھ آدمی یرغمال لیکر اپنے

مسلمانوں کے حوالے کر دینا چاہیے نہیں تو اس طرح ان میں بدگمانی پھیل جائے گی۔ حضور ﷺ کی حدیث کے مطابق:

"جنگ چال بازی کا نام ہے۔"

6) جنگی ساز و سامان کی تیاری کی حوصلہ افزائی/حکم: #184

کسی بھی جنگی جارحیت سے نمٹنے کے لیے آپ ﷺ نے جنگی ساز و سامان کی بھی تیاری کا حکم دیا۔ قرآن میں ارشاد ہوا ہے:

ترجمہ: "اور ان سے لڑنے کے لیے جو کچھ قوت سے اور جتنے گھوڑوں سے جمع کر سکو تیار رکھو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر رعب پڑے گا، جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے۔ اور اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے تمہیں (اس کا ثواب) پورا ملے گا اور تم سے بے انصافی نہیں ہوگی۔"
(الانفال: 60)

7) بہادری سے لڑنے والے ساتھیوں کی تعریف کرتے تھے

آپ ﷺ جنگ میں اپنے بہادر ساتھیوں کی تعریف کرتے اور ان کا حوصلہ بڑھاتے تھے جیسے: "سعد چلاتے جاؤ، میرے والدین آپ پر قربان ہوں۔"
آپ ﷺ نے غزوہ احد میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ فرمایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بہترین تیر انداز تھے اور غزوہ احد میں مسلمانوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ تو آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کا اسطرح حوصلہ بڑھاتے رہے۔

8) جدید جنگی طریقوں کو اپنایا:

5 ہجری کو اسلام دشمن قبائل متحد ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے جدید جنگی طریقے کو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے پر اپنایا گیا اور مدینہ کے ارد گرد خندق کھود دی گئی۔ اسی طرح 8 ہجری میں جب مسلمانوں نے طائف کا محاصرہ کیا طائف کے قلعے فتح کی

دیواریں بہت بلند اور مضبوط تھیں اور یہ ان
کے دفاعی تدابیر بہت موثر تھیں اس وجہ سے مسلمانوں
کو اس قلعے کو فتح کرنے میں مشکلات کا سامنا تھا۔
مسلمانوں نے طائف کے قلعے کی دیواروں کو توڑنے کے لیے
مختلف جنگی حکمت عملیوں کا استعمال کیا۔ جن میں سے ایک
اہم حربہ منجنیق کا استعمال تھا منجنیق ایک قدیم آلہ
تھا جسے پتھروں چٹانوں یا دیگر بھاری اشیاء کو
ایک خاص قوت سے پھینکنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا

۹) اپنے ساتھیوں کو جنگ کے آداب سکھانا:

آپ نے غزوات میں کچھ آداب کو اپنایا جن کا
حکم قرآن پاک میں بھی ہوا ہے جیسے کہ اللہ
فرماتا ہے۔

"اے ایمان والو! جب تم کسی طاقت سے ملو تو ثابت
قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تاکہ تم غالب
رہو۔ اور خدا اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرو
اور جھگڑا نہ کرو ورنہ تم ہار جاؤ گے اور اپنی ہمت کو دو گے
اور ثابت قدم رہو۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اپنے گھروں سے اکڑ کر
نکلے، لوگوں کے سامنے دکھاوا کرتے ہوئے اور دوسروں کو
خدا کی راہ سے روکتے رہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں
خدا اسے جانتا ہے۔"
(الانفال: 45-47)

جن آداب جنگ کا اللہ نے حکم دیا آپ نے ان
پہ عمل کیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی اسے
اپنانے کی تعلیم دی۔ ~~جنگ کے کچھ آداب مندرجہ~~
سپہ سالار کے طور پر آپ نے درج
ذیل آداب جنگ کے دوران سکھائے۔ (جو قرآن میں بھی ذکر ہیں)

1- ثابت قدم رہنا
2- اللہ کو یاد کرنا
3- اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرنا
4- آپس میں جھگڑا نہ کرنا
5- جنگ کے دوران صبر سے کام لینا
6- تکبر نہ کرنا

اسکے علاوہ:
+ خواتین بچوں اور بوڑھوں کو نقصان

نہ پہنچانا ۔ ان لوگوں کو نقصان نہ پہنچانا جو تم سے ہتھیار
ڈال دیں ۔ درختوں اور تیار فصلوں کو نہ کاٹنا
دشمنوں کے جسموں کو مسخ نہ کرنا اور رات کو
حملہ نہ کرنا بھی آپ ؐ کے جنگی آداب میں
شامل ہیں اور ان پر عمل بھی کیا۔
اور اگر دشمن جنگ صلح پر آمادہ ہو جائے تو
اس سے صلح کی جائے۔

۱۵) میدان جنگ میں فوجی دستوں کی عمدہ تعیناتی:

حضور اکرم ؐ میدان جنگ میں اپنے فوجی دستوں
کی تعیناتی جنگی نقطۂ نظر سے نہایت اہم جگہوں پر فرماتے تھے۔
مثلاً جنگ بدر میں پانی کے چشموں پر مسلمانوں کا قبضہ
تھا تاہم حضور اقدس ؐ نے انتہائی رحم دلی سے کام لیتے
ہوئے قریش مکہ کو بھی وہاں سے پانی لینے کی دی۔
جنگ احد میں جبل عینین پر آپ ؐ تیر اندازوں کا ایک
دستہ تعینات فرمایا تاکہ دشمن اچانک سے عقب سے حملہ نہ کرے۔
اسلیے جب تک یہ دستہ اپنی جگہ قائم رہا مسلمان عقب
سے محفوظ رہے لیکن جب مال غنیمت کے تیر انداز پہاڑ
اترے اور دشمن نے عقب سے حملہ کیا اور مسلمان سخت
مسائل سے دوچار ہوئے۔ اسطرح غزوۂ خندق میں
شمال کی جانب خندق کی کھدائی بھی آپ ؐ کی جنگ کے دوران دستوں
کی عمدہ تعیناتی کا ثبوت ہے۔

خلاصہ

حضور ؐ دنیا کے بہت بڑے اور باکمال
فوجی قائد تھے۔ آپ ؐ دور اندیش، بیدار ذہن
بہادر اور تجربہ کار سپہ سالار اور رہنما تھے۔
آپ ؐ نے غزوات کے دوران جس حکمت وشجاعت اور
تدبیر سے کام لیا وہ مسلمانوں کے لیے غزوات
میں بے حد فائدہ مند ثابت ہوئے۔ اور مسلمانوں
نے شاندار فتوحات حاصل کی۔ اسکے ساتھ ساتھ
آپ ؐ نے غزوات کے دوران مثالی اخلاقی
اقدار کا مظاہرہ کیا۔ بے شک آپ ؐ انسانی
تاریخ کے عظیم سپہ سالار تھے۔

Scanned with CamScanner

سوال: نماز کا مفہوم اور اسکی مختلف انواع لکھیئے۔ نیز اسکی روحانی، اخلاقی اور سماجی اثرات بیان کیجیے۔

نماز

(نماز 10 نبوی میں فرض ہوا۔ معراج کے موقع پر۔ مکی دور میں فرض ہونے والی واحد عبادت ہے۔

تعارف:

نماز ایک اہم عبادت ہے جو اسلامی عقائد کا بنیادی جزء ہے۔ یہ ارکان اسلام میں روزانہ ادا کی جانے والی عبادت ہے۔ نماز انسان کی روحانیت اور اخلاقی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ نماز دن میں پانچ وقت کی فرض ہے۔ نماز کا مقصد انسان کو اللہ کے سامنے عاجزی و انکساری سکھاتا ہے۔ قرآن میں میں نماز کا حکم ذکر سے زیادہ مقامات پر آیا ہے۔ جس سے نماز کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بیشک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "قائم رکھو نماز اور مت ہو شرک کرنے والوں میں"

لفظی معنی:

نماز کے لیے قرآن میں "صلوۃ" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جسکے لفظی معنی دعا ہے۔

اصطلاحی معنی:

اصطلاح میں نماز سے مراد روزانہ کی پانچ نمازیں ہیں۔ جسکو ادا کرنے کا خاص طریقہ حضورﷺ نے ہمیں سکھایا۔

نماز کی اہمیت:

نماز چونکہ دینی تربیت کا اہم ترین حصہ ہے۔ اس لیے یہ ہر امت پر فرض رہی ہے۔ اور تمام انبیاء اپنی امتوں کو نماز کی تلقین کرتے رہے ہیں۔ قرآن مجید میں نماز پڑھنے کی بار بار تلقین کی گئی ہے۔ قرآن بتاتا ہے کہ نماز قائم کرنے والے فلاح پائیں گے اور اسکے ترک کرنے والے ذلت و خواری کا شکار ہوں گے۔ قرآن کی ایک آیت ہے کہ وہ فرشتے جہنمیوں سے عذاب پانے کی وجہ دریافت کریں گے تو وہ اپنے جہنم میں پھینکے جانے کی وجہ بتائیں گے۔

ترجمہ: "ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے" (سورۃ المدثر)

اللہ کو معبود تسلیم کرنے کے بعد اسکا سب سے پہلا اہم قلم نماز کی ادائیگی سے انکار اللہ کو معبود ماننے

Scanned with CamScanner

سے انکار کے برابر ہے۔ اسلیے نبی ﷺ نے فرمایا۔

ترجمہ:

"جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی،
اس نے کافرانہ روش اختیار کی۔"

ایک اور جگہ حضور ﷺ اس بات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ترجمہ:

"ایک مومن اور کافر میں فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔"

نماز کی اقسام:

فرض نماز: فرض نماز وہ نماز ہے جو ہم پر فرض ہے اور انکو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ مثلاً پانچ وقت کی نمازیں۔

سنت:

سنت نمازیں وہ ہیں جو نبی کریم ﷺ نے باقاعدگی سے اور مستقل طور پر پڑھے تھے۔ مثلاً فجر سے پہلے دو رکعت، ظہر سے پہلے 4 اور بعد میں 2 رکعت مغرب اور عشاء کے بعد۔

نفل:

وہ نمازیں جو واجب نہیں ہیں۔ نفل نمازیں نہ پڑھنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ لیکن یہ نماز ادا کرنے میں بہت زیادہ ثواب ہے تہجد، اشراق، اوابین وغیرہ۔

(A) نماز کے روحانی اثرات:

1- اللہ تعالی سے رابطہ:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "یقیناً تم سے کوئی شخص جب نماز پڑھتا ہے تو (گویا) اپنے رب سے چپکے چپکے بات کرتا ہے۔"

اس حدیث سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ نماز انسان کا اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرتی ہے کیونکہ نماز کے ذریعے انسان اللہ تعالی کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے۔

2- گناہوں سے پاکی:

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے سردیوں کے موسم میں

درخت کی ایک خشک ڈالی کو ہلایا جس سے اس کے پتے جھڑنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک ساتھی سے فرمایا:

ترجمہ:

"مسلمان اللہ کی رضا کے لیے نماز پڑھتا ہے تو اس سے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں۔ جیسے اس درخت سے پتے جھڑ رہے ہیں۔"

اس حدیث سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ نماز انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے۔

3- روح کی تسکین:

نماز انسان کے دل و دماغ کو سکون اور اطمینان عطا کرتی ہے۔ دنیاوی پریشانیاں، مشکلات اور نفسیاتی دباؤ نماز میں اللہ کے سامنے سربسجود ہو کر کم ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

ترجمہ:

"یقیناً اللہ کی یاد میں دلوں کا سکون ہے۔"

4- برائیوں سے اجتناب:

نماز کی یہ خاصیت ہے کہ یہ نفس کا تزکیہ کرتی ہے اور انسان کو گناہوں کی طرف مائل ہونے سے روکتی ہے۔ جیسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نماز کے بارے میں فرماتا ہے۔

ترجمہ:

"بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔"

5- روحانی لذت:

نماز سے انسان کی روح کو لذت محسوس ہوتی ہے جب انسان نماز پڑھتا ہے تو وہ اس لمحے میں اللہ کی قربت محسوس کرتا ہے۔ اور اسکی موجودگی میں سکون پاتا ہے۔ یہ لذت دنیا کے تمام مادی لطف و سکون سے کئی زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ روحانی سکون فراہم کرتی ہے جو روح کو جلا بخشتی ہے۔

6- اللہ سے مدد طلب کرنے کا ذریعہ:

"اے ایمان والو! صبر

Scanned with CamScanner

صلوٰۃ کے ذریعے مدد طلب کرو۔ (البقرہ - 60)

(13) نماز کے اخلاقی اثرات:

نماز ایک روحانی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقی بہتری کا بھی ذریعہ ہے۔ نماز کے اخلاقی اثرات مندرجہ ذیل ہیں:

1- پاکیزگی و طہارت:

نماز کے ذریعے پاکیزگی اور طہارت حاصل ہوتی ہے کیونکہ ہر عبادت کے لیے خواہ وہ کوئی بھی عبادت ہو انسان کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ جسم، لباس اور جگہ صاف ہو۔ اس طرح سے انسان جب پانچ وقت کی نماز باقاعدگی سے پڑھتا ہے تو وہ طہارت اور پاکیزگی حاصل کر لیتا ہے۔

2- فرض شناسی کا جذبہ:

(اپنے رب کے حکم پر)

نماز سے فرض شناسی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ انسان ہر وقت نماز ادا کرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار رکھتا ہے اور اپنے سارے دنیاوی کام چھوڑ کر نماز کی طرف لپک جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اسکو اپنی اہم ترین ذمہ داری اور عبادت سمجھتا ہے۔

3- نظم و ضبط:

نماز انسان کی زندگی میں نظم و ضبط پیدا کرتی ہے۔ پانچ وقت کی نمازوں کا اہتمام انسان کو وقت کی اہمیت کا احساس دلاتا ہے۔ اور انسان کو وقت کا پابند بناتا ہے۔ اسطرح انسان اپنے روز مرہ کے کاموں میں بھی نظم و ضبط سے کام لیتا ہے۔

"نماز مومنوں پر ایک مقررہ وقت پر فرض کی گئی ہے" (النساء - 103)

4- تعمیر سیرت:

نماز کا ارادہ کرنے کے ساتھ ہی روح کی تربیت اور اسلامی سیرت کی تعمیر کا عمل شروع ہو جاتا ہے نماز کا ایک ایک قول اور عمل اس طرز پر ہے کہ انسان کی سیرت خود بخود اسلام کے سانچے میں ڈھلتی چلی جاتی ہے

(2) نماز کے اثرات/سماجی اثرات: (باجماعت نماز)

1- مساوات اور برابری کا درس:

نماز سے معاشرے میں اعلیٰ و ادنیٰ، امیر و غریب، جوان و ضعیف اور کالے اور گورے کا فرق ختم ہو جاتا ہے سارے نمازی کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کے سامنے سروں کو جھکاتے

Scanned with CamScanner

ہیں۔

نماز کے بارے میں نماز کی اس خوبی کو اس شعر کے ذریعے سے بیان کیا جاسکتا ہے:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

2- اتحاد کو مضبوط کرنے میں مدد کرتا ہے:

نماز کی باجماعت ادائیگی سے مسلمانوں میں اتحاد پیدا ہوتا ہے۔ لوگ ایک ہی وقت میں دن میں پانچ دفعہ مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ اسطرح ان کے درمیان تعلقات مضبوط ہوتے ہیں۔ اور ان میں اتحاد پیدا ہوتا ہے۔

3- اطاعت امیر کا تصور:

نماز کی ادائیگی سے انسان کے دل میں اطاعت امیر کا عنصر نمایاں طور پر ابھر آتا ہے اور وہ ادب و آداب سے آشنا ہو جاتا ہے۔ اور اس عمل سے نہ صرف مساوات کا سبق ملتا ہے۔ بلکہ دوسروں کے سامنے اسلام کی اجتماعی شان کا اظہار ہوتا ہے۔

4- باہمی ہمدردی کا جذبہ:

باجماعت نماز سے انسانوں کے بیچ باہمی ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ نمازی ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہوتے ہیں اور ایک دوسروں کے دکھ اور خوشیوں میں شریک ہوتے ہیں۔ اس سے ان میں محبت، بھائی چارہ اور تعاون کرنے کا جذبہ پیدا ہوا ہے۔

5- مسجد سماجی مرکز کے طور پر کام کرتی ہے:

نماز کی ادائیگی کی وجہ سے مسجد سماجی مرکز کے طور پر کام کرتی ہے بہت سارے معاشرے کے امور مسجد میں انجام پاتے ہیں۔ جیسے نکاح اور نماز جنازہ وغیرہ بھی مسجد میں انجام پاتے ہیں۔ پیغمبر کے دور میں مسجد میں مدرسہ بھی قائم ہوتا تھا۔

خلاصہ:

نماز دین کا ستون ہے اور یہ ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ نماز انسان کی روحانیت، اخلاق اور

Scanned with CamScanner

دنیاوی زندگی پر گہرا اثر ڈالتا ہے یہ انسان کو اللہ کے قریب
کرتا ہے دل میں سکون ڈالتا ہے اور انسان کو اخلاق
و اعمال کی بہتری کی طرف راغب کرتا ہے۔ نماز کی
پابندی اور اسکے روحانی فوائد کرتی ہے انسان کی زندگی
میں مثبت تبدیلی لاتی ہے۔ اور دنیا اور آخرت کی
فلاح کی طرف رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

Scanned with CamScanner